مولانا حامد الحق حقانی*

آہ! میرے استادؒ و رفیق

پیکر اخلاص وللّٰہیت مجسمہ مہروفا عاجزی وانکساری کی تصویر خلیق وملنسار، کشادہ پیشانی، چہرے پر سدا بہار مسکراہٹ سجائے مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک، درویش صفت سادگی اور بے نفسی کے عکس جمیل، تصنع اور تکلف سے کوسوں دور دنیاوی علائق سے بیزار، اپنی علمی وادبی دنیا میں گم، کتاب وقلم کا دلدادہ اپنی ظرافت طبع اور بذلہ سنجی ونکتہ افرینی کیوجہ سے اساتذہ اور حلقہ تلامذہ میں یکساں مقبول ظاہری وضع قطع کے اعتبار سے ان پر کوئی یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے سینئر استاد اور ناموراديب اور چارزبانوں کے مستند شاعر ہیں۔یہ ہیں ہمارے محبوب استاد اور دوست مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب مدظلہ جنہوں نے اپنی زندگی ترویج علوم وفنون اور خدمت دین مبین کیلئے وقف کررکھی تھی۔اپ ضلع صوابی کے مشہور علمی وروحانی قصبہ موضع زروبی کے عظیم الشان علمی خانوادے (جس شجرہ طوبٰی کی شاخیں برصغیر وافغانستان سے لیکر ایران وروسی ترکستان سے ہوتے ہوئے مشرق بعید تک پھیلی ہوئی ہیں) ۱۹۵۵ء میں امام المتکلمین رئیس المفسرین امیر المحدثین فقیہ العصر عارف باللہ جامع المعقول والمنقول صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم صاحب قدس سرہ العزیز کے ہاں پیدا ہوئے۔ابتدائے تعلیم وتربیت ہی سے مولانا پر اللہ کا خصوصی کرم تھا کہ پہلے پارہ کے دوتین ورق سیکھنے کے بعد دیگر پارے بغیر استاد کے پڑھے۔مڈل تک عصری تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نے اکوڑہ خٹک کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔پھر دسویں جماعت میں سہ ماہی امتحان دینے کے بعد بعض ناگزیروجوہات کی وجہ سے اپنے علاقہ موضع ٹوپی (جو آج کل ضلع صوابی کی تحصیل ہے) کے سکول میں داخلہ لیا۔اور اسی سکول سے میٹرک بورڈ کا امتحان پاس کیا۔اس کے بعد ۱۹۷۰ء میں آپ نے باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز کرتے ہوئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا۔یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ سکول کے ساتھ ساتھ اپنے والد مکرم اور اپنے ماموں علامہ عبدالوحید قاسمی فاضل دیوبند سے بعض دینی رسائل اور فارسی نظم کی کتابیں پڑھتے رہے مثلاً کریما، پنج کتاب، گلستان سعدی وغیرہ۔دارالعلوم حقانیہ میں کتابیں پڑھنے کے ساتھ آپ قرآن مجید کے حفظ کیلئے مکمل طور پر متوجہ ہوئے۔اس دوران آپ نے جن اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا ان میں امام المتکلمین حضرت العلامہ

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

صدرالمدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مفتی اعظم مولانا محمد فرید صاحبؒ ،شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدنی مدظلہ،مولانا عبدالحلیم صاحب دیروی،حضرت مولانا محمد ہاروت صاحب سواتیؒ ،حضرت مولانا انوارالحق صاحب،مولانا محمد علی سواتی فاضل مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور،مشہور جہادی کمانڈر حضرت مولانا جلال الدین حقانی مدظلہ، جامع المعقول والمنقول حضرت العلامہ مولانا فضل مولیٰؒ اور مولانا قاری علی الرحمٰن صاحبؒ فنون کی کتابوں کی تکمیل کے بعد آپ نے ۱۹۷۷ء میں دورۂ حدیث میں داخلہ لیا۔جن نابغہ روزگار مشائخ سے آپ نے صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی کتابیں پڑھیں ان حضرات میں امام المحدثین نمونہ اسلاف استاد العلماء تلمیذ رشید شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند،شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒبانی و مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صدرالمدرسین امام المتکلمین حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیمؒ ،مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی فریدؒ ،شیخ التفسیر والحدیث اللبیب البارع شہید مظلوم حضرت مولانا محمد حسن جانؒ المدنی،حضرت مولانا محمد علی سواتی ؒ ،قائد ملت امام انقلاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی شامل ہیں۔ اور یوں ان جہابذۂ وقت سے استفادہ کے بعد آپ ۱۹۷۸ء میں درس نظامی سے فارغ ہوئے۔

دورۂ تفسیر القرآن کیلئے ۱۹۷۶ء میں شاہ منصور ضلع صوابی تشریف لے گئے۔اور شیخ التفسیر والحدیث العارف باللہ حضرت مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کے شہرۂ آفاق دورۂ تفسیر میں شرکت کی۔فراغت کے بعد حضرت الاستاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خصوصی نظر عنایت سے آپ کو اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں خدمت کا موقع دیا گیا چنانچہ اس وقت سے لیکر دم حیات کے آخری لمحات تک پوری دل جمعی یکسوئی اور جوش وولولہ کے ساتھ تدریس میں مصروف عمل تھے۔آج بحمداللہ آپ کا شمار نامور ادیبوں اور اہل قلم میں ہوتا ہے۔چنانچہ وقتاً فوقتاً برصغیر کے مختلف رسائل وجرائد میں آپ کے مقالات ومضامین،اشعار اور نعتیہ کلام شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ اردو پشتو فارسی اور عربی کے قادرالکلام شاعر تھے۔مادر علمی جامعہ حقانیہ سے نکلنے والا موقر جریدہ الحق کے ساتھ آپ عرصہ دراز سے وابستہ رہے ہیں۔

قارئین الحق آپ کے مضامین ومقالات غزلیات تعزیتی مرثیوں اور ادبی شہپاروں سے مستفید ہوتے اور فیضیاب ہوتے تھے۔اسی طرح ہم کئی ساتھی آپ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک ساتھی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے شاعری کس سے سیکھی تھی تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ شاعری کوئی شئے نہیں بلکہ یہ الہامی ہے اور پھر ازراہ تفنن فرمایا.... الشعراء تلامیذالرحمان۔ دوسرے طالب علم نے سوال کیا کہ مضمون نگاری اور مقالہ نویسی میں آپ کا استاد کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شروع ہی سے جب سے لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا مطالعہ اور کتب بینی کا شوق تھا اور یہاں دارالعلوم حقانیہ میں حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی

زیرادارت برصغیر کے مشہورمجلّہ ماہنامہ الحق اس نے شوق کیلئے مہمیز کا کام کیا۔اس کا میں بے چینی سے انتظارکرتا تھا۔پھرحضرت الاستاد کی محفل میں شرکت کرتا تھاان کے ماہنامہ الحق کے دفتر میں بیٹھتا۔آپ انتہائی شفقت کا مظاہرہ فرماتے ۔ہمیں مطالعہ کتب اور مقالہ نویسی اور مضمون نگاری کی ترغیب دیتے اور اکثر اہم کتابوں کے نام بتاتے اور مصنفین کا تعارف کراتے۔اسی طرح آپ کی ترغیب تشجیع اورتشویق کی بدولت بندہ ناچیز اس قابل ہوا کہ کچھ سفید اوراق سیاہ کرسکے آپ کی کئی تصنیفات معرض وجود میں آئی ہیں ان میں شہرت دوام علم نحو کی مشہور کتاب کافیہ ابن حاجب کی پشتو شرح دروس الکافیہ کو حاصل ہے۔ آج تک اس کی درجنوں ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔علم اصول فقہ کے مشہور کتاب منتخب حسامی کی پشتو شرح بنام التوضیح السامی بھی آپ کی علمی محنت کا ثمرہ ہے۔اس کے بھی دو ایڈیشن نکل چکے ہے اورتیسرا ایڈیشن اشاعت کے مرحلے میں ہے۔اسی طرح اپنے عظیم والد متکلم العصر حضرت العلامہ عبدالحلیمؒ کے امالی مسلم شریف وبیضاوی وتلویح پر بھی تحقیق وتعلیق کا کام جاری تھا۔اپنے والدمرحوم کے حالات زندگی پر بھی ایک وقیع علمی کتاب آپ نے لکھی جو کہ حیات صدرالمدرسین کے نام سے مشہور ہے۔اپنے تفسیر القرآن کے شیخ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا عبدالہادیؒ کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب حیات شیخ القرآن بھی آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔آپ کے والد محترم نے حضرت مدنیؒ کے امالی ترمذی جمع کئے تھے۔ اس پر بھی آپ کام کررہے تھے ۔جیسا کہ پہلے ذکر کیا فاچکا ہے کہ چار زبانوں کے بہترین اورقادرالکلام شاعر ہے تو اس حوالے سے آپ کے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔

آپ کا انداز تدریس انتہائی دلنشین جامع اورفصاحت وبلاغت سے بھرپور ہوتا تھا۔مقام وموقع کی مناسبت سے لطائف بھی سناتے اوراشعار سے بھی طلبہ کی تشحیذ اذہان کراتے تھے۔کبھی کبھی تاریخی واقعات ترغیب اورتشویق کی خاطر سناتے ،جس کی وجہ سے طلباء آپ کے درس میں اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے۔۱۹۹۴ء میں اللہ نے آپ کو بظاہر اسباب کی عدم دستیابی کے باوجود محض اپنے فضل واحسان اورحضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی مساعی سے سعادت حج سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مولانا سمیع الحق کے بڑے فرزند ہونے کے ناطے مجھ سے ہمیشہ شفقت ومحبت سے پیش آتے رہے، میری اور برادرم اصغر مولانا راشد الحق سمیع کی تعلیم وتربیت میں بھرپور حصہ لیا۔ہمیں ہمیشہ ادبی اور علمی کتابوں کے مطالعے کی ترغیب فرماتے تھے۔ والد صاحب مدظلہ کا ان پر بھرپور اعتماد تھا' وہ بھی والد صاحب سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بستر مرگ پر آخری وصیت کرتے وقت نماز جنازہ پڑھانے کیلئے والد محترم مولانا سمیع الحق کا انتخاب کیا مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا' وہ سفر عمرہ پر تھے' مگر مولانا انوارالحق صاحب نے والد صاحب کی نیابت کرتے ہوئے جنازہ پڑھایا۔اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔